جعفر طاہر کی شاعری

صدف نقوی☆

Abstract:

"Jafar Tahir is basically a poem writer but he also possesses a unique accent in Ghazal. The whole world based of his enriched knowledge and creativity. He has enlightened traditional topics, new style with his abilities. He raised his voice against social and political tyranny. His poetry realizes human catharsis. He got distinguished place in Urdu literature with his innovative style."

جھنگ دھرتی سے تعلق رکھنے والی ایک منفرد شخصیت کیپٹن جعفر طاہر ہیں۔ان کا اصل نام سید جعفر علی شاہ تھا لیکن اردو ادب میں جعفر طاہر کے نام سے شہرت حاصل کی۔جعفر طاہر جدید ادب کی ایک نہایت قدآور شخصیت تھے جنھوں نے خاص طور پر نظم کی صنف کینٹوز کی وجہ سے شہرت حاصل کی۔انھوں نے روایتی مضامین کو بھی نئے تناظر میں پیش کیا ہے۔اس طرح انھوں نے کلاسیکی روایت کے ساتھ بھی اپنا رشتہ استوار رکھا ہے۔جعفر طاہر فن شاعری میں خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔سلیم تقی شاہ لکھتے ہیں:

> جعفر طاہر بھی میرؔ و غالبؔ کی طرح تلمیذ الرحمٰن تھے لیکن ان کے ذوق شعری کو مہمیز مجید امجد، شیر افضل جعفری اور احمد ندیم قاسمی جیسے شعراء نے لگائی شیر افضل جعفری اور احمد ندیم قاسمی کا شمار ان کے حلقہ احباب میں تھا جب کہ مجید امجد سے تعلقات کی نوعیت ارادت مندانہ تھی۔(۱)

جعفر طاہر نے کلاسیک کے ساتھ ساتھ جدت سے بھی اپنا رشتہ اُستوار رکھا لیکن موضوعات و اسلوب کے اعتبار سے اپنا علیحدہ رنگ بنانے میں کامیاب ہوں گے۔سلیم تقی شاہ لکھتے ہیں:

> ’’مضامین و موضوعات میں اساتذہ فن سے اس استفادے کے باوجود ان کا شاعرانہ

☆ لیکچرار شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

تشخص مجروح ہوتا دکھائی نہیں دیتا بلکہ ان کے اسلوب وادا کی انفرادیت انہیں الگ شناخت دیتی ہے۔''(۲)

جعفر طاہر کا شمار ان اہم شعراء میں ہوتا ہے جن کی بعض غزلیات کو ان کے عہد کے نامور ادبی رسائل نے بار بار شائع کیا۔ ان کی وسعت علمی اور تخلیقی صلاحیتوں کا ایک زمانہ معترف تھا۔ وسعت علمی کی بنا پر ہی انہیں ''شاعر ہفت زبان'' بھی کہا جاتا تھا کیونکہ ان کو اردو، پنجابی، بنگالی، سنسکرت، فارسی، ہندی، عربی اور انگریزی پر مکمل عبور تھا۔

جعفر طاہر بیدار مغز انسان تھے۔ الفاظ اُن کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ ۱۹۴۹ء میں انھوں نے اپنا پہلا کینٹو ''پاکستان'' کے عنوان سے لکھا۔ اور اس کے بعد مسلسل کینٹوز تخلیق کرتے گئے۔ اُن کے ہاں لفظوں کی گھن گرج ہے جو اُن کے وسیع مطالعے اور صاحبِ بصیرت ہونے کی دلیل ہے۔ ڈاکٹر انور سدید رقم طراز ہیں:

جب جعفر طاہر کا پہلا کینٹو چھپا تو اس کی اشاعت کے ساتھ ہی ادبی دنیا پر اس کی دھاک بیٹھ گئی۔ میں نے جعفر طاہر کا کینٹو سب سے پہلے ''ماہِ نو'' میں پڑھا تھا۔۔۔ اور میں ان سے اتنا مسحور و مرغوب تھا کہ ماہِ نو اور ادبی دنیا سے اس کی طویل نظموں کی اشاعت کا انتظار کرنے لگے۔''(۳)

جعفر طاہر نے جھنگ کی شعری روایت میں اپنی بھرپور استطاعت کے مطابق بڑا مضبوط اور مستحکم حصہ ڈالا ہے۔ ڈاکٹر انور سدید جعفر طاہر کی انفرادیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

جعفر طاہر کی جلالتِ اظہار نے ماضی کی غلام گردشوں میں پرورش پائی۔ انھوں نے روحِ عصر کو گرفت میں لینے کی بجائے پراچین ماضی کو اپنے عہد میں زندہ رکھنے کی سعی کی ثقافتی جڑوں کو تلاش کرنے کا عمل جعفر طاہر نے کینٹوز میں خضوع وخشوع کے ساتھ سرانجام دیا اور اس سے ان کی انفرادیت نمایاں ہوئی۔ (۴)

جعفر طاہر نے نہ صرف کلاسیکی شعراء سے اثر قبول کیا ہے بلکہ اپنے کلام میں اس کا اعتراف بھی کیا ہے:

بات جب ہے زبان آتی ہو
مِیؔر و مرزاؔ کی داغؔ و دانشؔ کی(۵)

جعفر طاہر کے ہاں ہر طرح کے سیاسی، رومانی، نفسیاتی معاشرتی اور عصری موضوعات ملتے ہیں۔ انھوں نے جدت ادا

اور منفرد اسلوب کی بنا پر اردو ادب میں بلند مرتبہ حاصل کیا ہے۔ احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں:

وہ مروّجہ اور مقبول شعری اسلوب سے ہٹ کر اظہار کا صرف وہ اسلوب اختیار کرتا ہے جو سراسر اس کا اپنا ہے۔ (۶)

جعفر طاہر نے شاعری کا آغاز غزل سے کیا لیکن اردو شاعری کی دیگر اصنافِ سخن میں بھی طبع آزمائی کی خصوصاً کینٹوز نگاری کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں کی بنا پر بامِ عروج پر پہنچایا۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

وہ اردو کا پہلا شاعر ہے جس نے کینٹوز کے مزاج کو سمجھا اور صنف ادب کو تخلیقی سطح پر قبول کیا۔ چنانچہ یہ انفرادیت بھی جعفر طاہر کو حاصل ہے کہ اس نے ''ہفت کشور''، ''ہفت آسمان'' کے نام سے کینٹوز کی دو کتابیں تخلیق کیں اس لحاظ سے اردو ادب میں جعفر طاہر کو کینٹوز کا موجد قرار دینا اُن کا حق ہے۔ (۷)

جعفر طاہر جہاں طویل کینٹوز اور طویل نظم میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں وہاں یہ طوالت بھرا اسلوب صرف نظموں اور کینٹوز میں نہیں بلکہ غزلوں میں بھی نظر آتا ہے۔ اُن کے ہاں طویل غزلیں ملتی ہیں۔ سوچوں کی لہریں ایک دھارے پر بہتی چلی جاتی ہیں۔ اُن کی غزل میں خیالات کا تسلسل ملتا ہے۔ غزل میں اُن کی شاعری کا تخلیقی جوہر بھرپور انداز میں نظر آتا ہے۔ سلیم تقی شاہ لکھتے ہیں:

''اُن کی غزل میں زبان دانی، ندرت، لسانی و معنوی جدّت، بلندی تخیل نظر آتی ہے۔''(۸)

جعفر طاہر اردو زبان و بیاں پر بے پناہ دسترس رکھتے تھے۔ انھوں نے کینٹوز میں اپنی انفرادیت کے ساتھ اردو غزل میں بھی اپنی صلاحیتوں کی مدد سے نکھار پیدا کیا۔ انھوں نے غزل میں اپنی ندرتِ فکر اور رنگین بیانی سے عصری، سیاسی اور معاشرتی موضوعات کو پیش کر کے بلند مقام حاصل کیا۔ انھوں نے اپنے رفعت تخیل سے اردو غزل کو استحکام بخشا اور اس کو صرف حال ہی نہیں بلکہ مستقبل کے عصری رجحانات کے رموز سے آشنا کر کے ایک نیا زاویہ عطا کیا۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی لکھتے ہیں:

جعفر طاہر کی غزل کا رشتہ غزل کی کلاسیکی روایت سے جا ملتا ہے لیکن ایک واضح فرق (Treatment) کا ہے جو اسے منفرد رنگ کا حامل شاعر بنا دیتا ہے اس نے فیض کی طرح پرانے الفاظ کو نئے معنی پہنائے ہیں اس کے پاس الفاظ کا لاانتہا خزانہ موجود ہے

اور وہ ان کی معنویت سے بھی پوری طرح آگاہ ہے۔(۹)

فن کار ہمیشہ عام انسانوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ جعفر طاہر نے خونِ دل سے اشعار رقم کیے ہیں۔ یہ ان کی نظر کا کرشمہ ہی ہے جس سے انھوں نے اقلیم شاعری کو لفظ و معنی کے موزوں استعمال سے وہ سجل روپ عطا کیا ہے جس سے اردو غزل لسانی حوالے سے مالا مال ہوگئی۔ جعفر طاہر کی غزل میں طویل تراکیب کا استعمال نظر آتا ہے۔ انھوں نے تراکیب کو بطور قافیہ استعمال کیا ہے جو ان کی قادر الکلامی کی دلیل ہے:

وہ جام جیسے پھولوں کے منبر سرِ فرات
پیر مغاں کا نام لب ہر نخیل پر
تھا ہاتھ اپنا ساقی کوثر کے ہاتھ میں
آنکھیں اٹھیں نہ مستوں کی میزانِ وکیل پر(۱۰)

جعفر طاہر کے ہاں تراکیب کے ساتھ ساتھ محاوروں کا بھی برمحل استعمال ملتا ہے۔ محاوروں کے استعمال کی چند مثالیں دیکھیے:

تو میرا ذکر سن کے پریشان ہوا نہ کر
کرتے ہیں لوگ حاشیہ آرائیاں بہت(۱۱)

دریا ہے کہ لہراتا، بل کھاتا، اُمڈتا ہے
کیا سیج پہ لیتا ہے پینگیں وہ بدن سارا(۱۲)

جعفر طاہر کی شاعری میں جمالیات پہلو بھی غالب ہے۔ حسن کسی صورت بھی ہو، اس کو سراہتے ہیں۔ حسین مناظر سے عشق ان کے کلام کو رومانوی فضا عطا کرتا ہے:

قد و گیسو کی حکایاتِ حسین کون کہے
کوئی محفل سر سرو سمن کیا ہوگی(۱۳)

جعفر طاہر بہت حساس شاعر ہیں۔ انہیں بچھڑے دوستوں کی یاد ستاتی ہے۔ انھیں یادوں کی نقل و حمل کا شاعر بھی کہا جا سکتا ہے۔ یہ یادیں انہیں بہت عزیز ہیں۔ یہی یادیں انہیں کبھی خوش کر دیتی ہیں اور کبھی اداس۔ جعفر طاہر جب بہت پریشان

ہوتے ہیں تو ماضی کا دریچہ وا کرتے ہیں۔ کھوئی ہوئی خوشیوں اور رونقوں کو ذہن میں لا کر یادوں کے حسین مرقعے سجا لیتے ہیں لیکن جب وہ حقیقت میں ان محفلوں کی تلاش کرتے تو پریشان لہجے میں پکار اُٹھتے ہیں کہ یہ سب خوشیاں کہاں گئیں:

بہت حسین ہیں یا رب نئے نئے چہرے
وہ بھولتی نہیں شکلیں پرانیاں پھر بھی (۱۴)

گھوم کر میلے میں جعفر طاہر
آ کر کوئی یار پرانا ڈھونڈیں (۱۵)

ماضی کے لمحات نہ صرف انہیں اُداس کرتے ہیں بلکہ وہ پریشان ہو کر اس پر آنسو بھی بہاتے ہیں اور اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ یہ خوب صورت چہرے اب کہاں گئے:

چھیڑ کر تذکرہ دور جوانی رویا
رات یادوں کو سنا کر میں کہانی رویا (۱۶)

جعفر طاہر نے غزل اور نظم کے علاوہ قصائد بھی لکھے ہیں۔ انھوں نے قصائد کے لیے خاندان رسول ﷺ کی ان برگزیدہ شخصیات کو بطور ممدوح اپنایا ہے کہ اس سے پہلے کسی اور شاعر کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔ ان شخصیات میں حضور ﷺ کے پردادا حضرت ہاشم، آپ ﷺ کے دادا عبد المطلبؑ، حضرت ابو طالبؑ، حضرت خدیجہ الکبریٰؓ، حضرت جعفر صادقؒ اور امام مہدیؑ شامل ہیں۔ قصائد کے علاوہ ان کی مذہبی شاعری میں سلام، نوحے اور مراثی شامل ہیں۔ ان تینوں کا تعلق میدان کربلا میں اہل بیت پر ہونے والے مظالم سے ہے۔ انھوں نے اس الم ناک واقعے کے بیان میں جس سوز و گداز کا مظاہرہ کیا ہے کوئی بھی آنکھ پرنم ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی:

ہمیں تو اکبرؓ و قاسمؓ کی یاد آتی ہے
کسی جواں کا جو دیکھیں شباب آنکھوں سے (۱۷)

جعفر طاہر کی شاعری میں قومی اور ملی شخصیات سے والہانہ لگاؤ ظاہر ہوتا ہے۔ کہیں اسلاف کی عظمتوں کا بیان ہے تو کہیں مختلف شعبوں میں اپنے فن میں مہارت تامہ رکھنے والوں کے لیے اظہار عقیدت ہے۔ جعفر طاہر خود بھی وطن کے محافظ تھے۔ اس لیے ان کی نظموں میں بھی جذبہ حب الوطنی بھرپور نظر آتا ہے۔ احسن علی خان اپنے مقالے میں لکھتے ہیں:

''وہ اپنے دیس کے ذرّے ذرّے سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔اقبال کی طرح ان کو
وطن کی خاک کا ذرّہ ذرّہ دیوتا نظر آتا ہے۔ (۱۸)

جعفر طاہر کی پاک سرزمین سے محبت ان کی نظم ''ماں اور بیٹے'' میں نظر آتی ہے۔۱۹۶۵ء کی جنگ کے واقعات پر طویل نظم ہے۔اس نظم میں مختلف بحروں اور ہیئتوں کا استعمال ملتا ہے۔نظم کا آغاز حمد سے ہوتا ہے اس کے بعد رضائے الٰہی کے لیے دی جانے والی قربانیوں کا ذکر ہے اور پھر اپنے وطن کے ان جری جوانوں کا ذکر ہے جو اپنے وطن کی حفاظت کے لیے جان کی بھی پروا نہیں کرتے:

یہ سلطنت پاک کے وہ مرد جری تھے
جو تجھ پہ فدا ہونے کو آئے سر میدان
لڑتے رہے سینوں سے لگائے ہوئے قرآن
بڑھ بڑھ کے ترے نام پر کٹتے رہے بیٹے
ہر بار ترا شکر بجالاتی رہی ماں (۱۹)

دھرتی سے محبت جعفر طاہر کے لفظ لفظ میں نظر آتی ہے۔انھوں نے جہاں ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اپنے بہادروں کے ترانے گائے ہیں وہاں وہ ان کے چھوڑ جانے پر آنسو بھی بہائے ہیں۔۱۹۷۱ء سقوطِ ڈھاکہ کا المیہ بھی انھیں خون کے آنسو رلاتا ہے۔اس کے علاوہ بھی وہ جہاں ظلم دیکھتے ہیں اس کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔مجموعی طور پر جعفر طاہر نئے راستوں اور نئی کے شاعر ہیں اور اپنے منفرد اسلوب کی بنا پر جھنگ کی شعری روایت کے ساتھ ساتھ اردو شاعری کی تاریخ میں قابل قدر اضافہ ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ جعفر طاہر، غزلیات جعفر طاہر، مرتبہ: سلیم تقی شاہ، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۰۸ء، ص ۲۶

۲۔ سلیم تقی شاہ، غزلیات جعفر طاہر، (تحقیق و ترتیب و تجزیہ)، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۰۸ء، ص ۲۲۷

۳۔ انور سدید، ڈاکٹر، سید جعفر طاہر (خاکہ)، مشمولہ: سب رس، یادرفتگاں نمبر، کراچی: جلد ۵، شمارہ ۴۔۵، مارچ اپریل، ۱۹۸۲ء، ص ۲۲

۴۔ انور سدید، ڈاکٹر، اُردو ادب کی مختصر تاریخ، لاہور: اے ایچ پبلشرز، ۱۹۸۶ء، ص ۴۹۸

۵۔ جعفر طاہر، غزلیات جعفر طاہر، مرتبہ: سلیم تقی شاہ، ص ۱۸۸

۶۔ احمد ندیم قاسمی، جعفر طاہر، مشمولہ: شاعر نہیں ساحر تھا وہ، مرتبہ: منظور سیال، ملتان: یوسف اسحاق پرنٹرز، ۲۰۰۵ء، ص ۲۸

۷۔ انور سدید، ڈاکٹر، سید جعفر طاہر (خاکہ)، مشمولہ: سب رس، یادرفتگاں نمبر، کراچی: جلد ۵، شمارہ ۴۔۵، مارچ اپریل، ۱۹۸۲ء، ص ۲۲

۸۔ سلیم تقی شاہ، غزلیات جعفر طاہر، (تحقیق و ترتیب و تجزیہ)، ص ۲۶

۹۔ طاہر تونسوی، ڈاکٹر، اُردو غزل کا ایک معتبر نام ـــ جعفر طاہر، مشمولہ: شاعر نہیں ساحر تھا وہ، ص ۸۵

۱۰۔ جعفر طاہر، غزلیات جعفر طاہر، مرتبہ: سلیم تقی شاہ، ۱۰۷

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۰۱

۱۲۔ ایضاً، ص ۶۸

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۸۹

۱۴۔ سلیم تقی شاہ، غزلیات جعفر طاہر، (تحقیق و ترتیب و تجزیہ)، ص ۱۹۴

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۳۴

۱۶۔ ایضاً، ص ۹۹

۱۷۔ جعفر طاہر، سلسبیل، بھٹہ واہن ضلع رحیم یار خان، ممتاز اکیڈمی، (س ن)، ص ۲۱۹

۱۸۔ احسن علی خان، جعفر طاہر کی ادبی خدمات (مقالہ برائے ایم فل اُردو)، مخزونہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، ۲۰۱۱ء، ص ۶۵

۱۹۔ جعفر طاہر، نظم ماں اور بیٹے، مشمولہ: فنون، لاہور: جلد ۲، شمارہ ۴۔۵ فروری مارچ، ۱۹۲۶ء، ص ۲۶